سوال

(52) مسجد میں دوسری جماعت کا جواز

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں عام طور پر دینی جلسوں میں دیکھا جاتا ہے کہ نماز باجماعت ادا ہورہی ہوتی ہے تو کچھ حضرات اپنے کام میں یا فضول باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ جب جماعت ہوجاتی ہے تو وہ اپنی جماعت کراتے ہیں۔ اسی طرح مسجد میں متعدد جماعتیں ہوتی ہیں۔ ایسی جماعتوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا ایک مسجد میں "اصل جماعت" کے بعد دوسری جماعت کی گنجائش ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگرچند حضرات کسی عارضہ کی وجہ سے اصل جماعت میں شریک نہ ہوسکے ہوں بلکہ وہ تاخیر سے مسجد میں آئیں جب کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہوں تو بلاشبہ اگر وہ جماعت سے نماز ادا کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ جس صورت حال کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اسے مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ایسا کرنا استحکام اور اجتماعات کو توڑنے کے مترادف ہے، اہل علم حضرات کو اس رویے پر نظر ثانی کرنا چاہیے اصل مسئلہ کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

ایک ہی مسجد میں فرض نماز کی دوسری جماعت جائز اور درست ہے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا کوئی شخص ہے جو اس پر صدقہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔ [1]

امام حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مساجد میں دو مرتبہ جماعت کی دلیل ہے۔ [2]

ہمارے رجحان کے مطابق ایک مسجد میں دوسری جماعت جائز ہے جیسا کہ درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے البتہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی وجہ سے اس میں کچھ کراہت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ ایسی مسجد میں آئے جس میں نماز ادا کی جاچکی تھی آپ اپنے گھر گئے وہاں اہل خانہ کو جمع کیا اور ان کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرمائی۔ [3]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ مسجد میں آئے تو نماز ادا ہوچکی تھی آپ اپنے گھر واپس آئے اور اپنے شاگردوں حضرت علقمہ رحمة اللہ علیہ اور حضرت اسود رحمة اللہ

علیہ کے ہمراہ نماز باجماعت ادا کی۔[4]

بہر حال صورت مسئولہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسے کوئی بھی صاحب بصیرت اہل علم مستحسن قرار نہیں دے گا۔ (واللہ اعلم)

---

[1]۔ابوداؤد، الصلوٰۃ :574۔

[2]۔مستدرک حاکم، ص :209۔ج1۔

[3]۔مجمع الزوائد، ص :45۔ج2۔

[4]۔مصنف عبدالرزاق، ص :409۔ج2۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:3، صفحہ نمبر:79

محدث فتویٰ